۳۔ زمینِ کرب و بلا

وحید اختر

پہلی بات : تاریخی کتابوں کے مطالعے کے دوران اکثر لڑائیوں اور جنگوں کے حالات ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس وقت ہمارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زمانے میں جنگ و جدل کے حالات ہر دور میں کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ دراصل نیکی و بدی اور حق و باطل کی کشمکش ہر زمانے میں جاری رہتی ہے۔ اقتدار اور ملک گیری کی ہوس حکمرانوں کو ظلم و ستم پر اُکساتی رہتی ہے۔ اسے روکنے کے لیے ہر دور میں کچھ لوگ حق کا ساتھ دینے ضرور آگے آتے ہیں۔

واقعۂ کربلا بھی اسی قسم کا ایک سانحہ ہے جس میں حق و انصاف کی حفاظت کرتے ہوئے رسولِ اکرمؐ کے نواسے حضرت حسینؓ شہید ہو گئے۔ اُردو شاعری میں واقعۂ کربلا مرثیے کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔ ذیل کا مرثیہ جدید شاعر وحید اختر نے اپنے منفرد انداز میں قلم بند کیا ہے۔ یہ کربلائی مرثیے کی ایک مثال ہے۔

اس مرثیے میں مذکور واقعے سے پہلے ہوا یہ کہ کوفے کے لوگوں نے خط لکھ کر حضرت حسینؓ کو مدینے سے کوفہ بلایا۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ ہم آپ سے بیعت کرلیں گے اور یزید سے مقابلہ کریں گے۔ حضرت حسینؓ اس وعدے کے بھروسے پر کوفے کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے خاندان کے بہتّر افراد تھے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ جب یہ قافلہ عراق میں دریائے فرات کی ایک نہر کے پاس پہنچا تو یہیں سب کے قیام کے لیے خیمے لگا دیے گئے۔

مرثیے کے اجزا

مرثیے کے چند اجزا ہوتے ہیں جو ذیل کے مطابق ہیں:

۱۔ **چہرہ:** چہرہ مرثیے کی تمہید ہے۔ اس میں عموماً مناظرِ فطرت کو بیان کیا جاتا ہے۔

۲۔ **سراپا :** اس جز میں کربلا کے کرداروں کا سراپا بیان کیا جاتا ہے۔

۳۔ **رخصت :** اس حصے میں کربلا کے کرداروں کی میدانِ جنگ کی طرف روانگی کا ذکر ہوتا ہے۔

۴۔ **آمد :** اس حصے میں اہلِ بیتِ رسولؐ کی میدانِ کربلا میں پہنچنے کی روداد بیان کی جاتی ہے۔

۵۔ **رَجَز :** میدانِ جنگ میں اپنے آبا و اجداد کی بہادری اور ان کی جرأت و کمالات کو فخریہ انداز میں بیان کرنے کو رجز کہتے ہیں۔

۶۔ **رَزم :** میدانِ کربلا میں ہوئی جنگ کے احوال اس حصے میں بیان کیے جاتے ہیں۔

۷۔ **شہادت :** یہاں دشمنوں سے لڑتے ہوئے اہلِ بیت کی شہادت کا ذکر ہوتا ہے۔

۸۔ **بَین :** شہیدوں کی نعشیں دیکھ کر اہلِ قرابت شہید ہونے والے پر اپنے دُکھ کا بیان کرتے ہیں۔

جان پہچان : وحید اختر ۱۲؍ اگست ۱۹۳۵ء کو اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ حیدرآباد چلے گئے جہاں انھوں نے عثمانیہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں لکچرر مقرر ہوئے۔ وحید اختر اُردو کے جدید شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ انھوں نے صنفِ مرثیہ کو نئے رنگ و آہنگ اور بلندی سے ہم کنار کیا۔ اس سلسلے میں ان کے آٹھ مرثیوں کا مجموعہ 'کربلا تا کربلا' قابلِ ذکر ہے جس سے ذیل کا مرثیہ ماخوذ ہے۔ 'پتھروں کا مغنّی، شب کا رزمیہ' اور 'زنجیر کا نغمہ' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ 'خواجہ میر درد - تصوف اور شاعری، فلسفہ اور ادبی تنقید' ان کی نثری تصانیف ہیں۔ ۱۳؍ دسمبر ۱۹۹۶ء کو حیدرآباد میں ان کا انتقال ہوا۔

پوچھا ، یہ زمیں کیسی ہے ، کیا نام ہے اس کا　　لگتا ہے کچھ ایسا ، یہ ازل سے ہے شناسا
افلاک سے ، تاروں سے گزر آئے سبک پا　　یہ ذرّے ہیں کیسے کہ قدم اُٹھ نہیں سکتا
آواز اک آئی ، یہ زمیں کرب و بلا ہے
انسان کی معراج یہی خاکِ شفا ہے

یہ سنتے ہی شبّیر کا رُخ ہوگیا تاباں　　فرمایا کہ لو ، مل ہی گئی منزلِ جاناں
باندھا تھا اسی خاک سے ، خوں نے مرے پیماں　　ہمراہیوں سے بولے ، یہیں کھول دو ساماں
یہ نہر ، یہ صحرا ، یہ ترائی ہے ہماری
گر فضلِ خدا ہو تو خدائی ہے ہماری

اس خاک کو پہچان لیا دیدہ وروں نے　　نیوڑھا دیے سر سجدے میں آشفتہ سروں نے
سمجھا صدف اس دشت کو روشن گہروں نے　　اسبابِ سفر کھول دیا ہم سفروں نے
دریا نے قدم چوم لیے تشنہ لبی کے
برپا ہوئے خیمے حرمِ پاکِ نبیؐ کے

دم بھی نہ لیا تھا کہ اُمنڈنے لگے اعدا　　بزدل کی طرح آنکھ بدلنے لگی دنیا
چھوٹا دلِ حاسد کی طرح ہوگیا صحرا　　کم ظرف کے وعدے کی طرح پھر گیا دریا
گلشن سے نکالا گیا پھولوں کا سفینہ
پھر ریت پہ آ ٹھہرا شہیدوں کا سفینہ

جب کذب کی بیعت سے کیا صدق نے انکار　　سوداگرِ خوں جسم پہ سجنے لگے ہتھیار
میداں میں لگے اسلحۂ جنگ کے انبار　　شر حق کے مقابل ہوا آمادۂ پیکار
خوابیدہ ضمیروں نے کیا جبر سے سودا
بیداریِ ایماں نے کیا صبر سے سودا

خلاصہ : جب حضرت حسینؓ کا قافلہ ایک جگہ پہنچا تو آپ نے پوچھا کہ یہ کون سا علاقہ ہے؟ اسے دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ زمین بہت پہلے سے ہماری شناسا ہے۔ اِس زمین پر پہنچنے کے لیے ہم نے طویل فاصلہ تیز قدمی سے طے کرلیا۔ یہاں رُکنے کے بعد تو قدم آگے بڑھتے ہی نہیں۔ جواب ملا کہ یہ دُکھ اور تکلیف کی سرزمین ہے لیکن اس کی خاک انسان کے لیے معراج ہے۔ جواب سن کر شبیر یعنی حضرت حسینؓ کا چہرہ چمکنے لگا۔ انھوں نے کہا کہ یہی ہماری منزل ہے۔ یہیں سامان کھول کر قیام کرنا چاہیے۔ یہ نہر، صحرا اور وادی ہماری ہے۔ خدا کا فضل رہا تو اب یہ سب ہمارے قبضے میں ہوں گے۔ حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھی دیدہ ور تھے۔ اگرچہ وہ پریشان تھے مگر انھوں نے اس زمین پر سجدے کے لیے سر ٹیک دیے اور یہیں قیام کرنے لگے۔ قافلے میں خاندان کی عورتوں کے لیے خیمے لگوائے گئے لیکن اسی اثنا میں دشمنوں کے لشکر نے انھیں گھیر لیا۔ جنگ کا اعلان ہوا اور سب لڑنے کے لیے ہتھیار سجانے اور صف لگانے لگے۔ شر اور خیر ایک دوسرے کے مقابل آئے۔ ایک طرف حکمراں کا جبر تھا، دوسری طرف ایمان والوں کا صبر تھا۔

معانی واشارات

ازل سے	-	ابتدا سے، ہمیشہ سے
سبک پا	-	تیز قدموں سے، مراد آسانی سے
کرب و بلا	-	مصیبت، پریشانی
معراج	-	عظمت، بلندی
تاباں	-	روشن
منزلِ جاناں	-	مراد منزلِ مقصود
پیماں باندھنا	-	وعدہ کرنا
ترائی	-	دریا کی وادی
دیدہ ور	-	عقل مند
سرنیوڑھانا	-	سر جھکانا
آشفتہ سر	-	مصیبت کا مارا
صدف	-	سیپ
روشن گہر	-	مراد روشن کردار والا
تشنہ لبی	-	پیاس
حرمِ پاکِ نبیؐ	-	نبیؐ کے خاندان کی عورتیں
اعدا	-	عدو کی جمع، دشمن
دلِ حاسد	-	تنگ دل
کم ظرف	-	کمینہ
پھر جانا	-	مکر جانا
کذب	-	جھوٹ
بیعت	-	اسلامی قانون کے مطابق کسی کو خلیفہ ماننے کا عہد
اسلحۂ جنگ	-	جنگ کے ہتھیار
آمادۂ پیکار	-	جنگ کے لیے تیار
خوابیدہ ضمیر	-	جس کا ضمیر سویا ہوا ہو، مراد بے حس
بیداریِ ایماں	-	ایمان کی تازگی

مشقی سرگرمیاں

* **نظم بغور پڑھیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔**

۱۔ نظم 'زمینِ کرب و بلا' کی صنف لکھیے۔

۲۔ مرثیے کی قسموں کے نام لکھیے۔

مرثیے کی قسمیں: [ ] — [ ]

۳۔ نظم کے شاعر کا نام اور نظم کا ماخذ لکھیے۔

۴۔ 'زمینِ کرب و بلا' کے لیے نظم میں استعمال کیے گئے استعاراتی نام تحریر کیجیے۔

۵۔ معرکۂ کربلا کے شروع ہونے کی وجہ بیان کیجیے۔

۶۔ مرثیے کے اس جز کا نام لکھیے جس میں جنگ کے احوال بیان کیے جاتے ہیں۔

۷۔ نظم میں استعمال کی گئی دو تشبیہوں کی وضاحت کیجیے۔

۸۔ اپنے پسندیدہ بند کی تشریح کیجیے اور پسندیدگی کی وجہ لکھیے۔

۹۔ نظم میں آنے والا حضرت حسینؓ کا لقب لکھیے۔

۱۰۔ نظم کے کسی بند کے ردیف اور قافیے تحریر کیجیے۔

* **ذیل کے بند کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔**

دم بھی نہ لیا تھا کہ اُمنڈنے لگے اعدا
بزدل کی طرح آنکھ بدلنے لگی دنیا
چھوٹا دلِ حاسد کی طرح ہوگیا صحرا
کم ظرف کے وعدے کی طرح پھر گیا دریا
گلشن سے نکالا گیا پھولوں کا سفینہ
پھر ریت پہ آ ٹھہرا شہیدوں کا سفینہ

* **مرثیہ 'زمینِ کرب و بلا' کے پہلے اور آخری بند سے تضاد کے اشعار تلاش کرکے لکھیے۔**